6/

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

مُردے سُنتے اور جانتے ہیں

از قلم

مفکر اسلام
شیخ القرآن حضرت علامہ
محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

باہتمام: عطاء الرسول اویسی

مکتبہ اُویسیہ رضویہ
سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

مُردے سُنتے اور جانتے ہیں

از قلم

محدّث دوراں شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ

الحاج محمّد فیض احمد اُویسی

مدظلہ العالی

ناشِر

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

قیمت ——— ۱۵/ روپے

قیمت خرید ——— 6/ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ!

اَمَّا بَعْدُ!

فقیر اویسی غفرلہ نے مردے سنتے جانتے ہیں پر ایک مستقل تصنیف لکھی ہے لیکن چونکہ اس موضوع پر ایک رسالہ نظر سے گزرا اسکا ترجمہ حاضر ہے مع حواشی بھی یہ رسالہ۔ "راوی للفتاوی" میں مطبوعہ ہے۔ یہ رسالہ خاتم المحدثین حافظ العصر علامتہ الدہر مولانا شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ مسماۃ بہ الانی معہ الاجوبتہ السبعہ ممدوح نے رسالہ ہذا میں سات سوالات مفصلہ ذیل کے جوابات احادیث سے دیئے ہیں۔

سوال ۱:۔ مردے زیارت کرنیوالوں کی زیارت سے واقف ہوتے ہیں یا نہیں

سوال ۲:۔ زندوں کے حالات کی انکو خبر ہے۔ یا نہیں۔

سوال ۳:۔ آدمیوں کی بات سنتے ہیں یا نہیں

سوال ۴:۔ مرنے کے بعد ارواح کہاں ہوتی ہیں۔ ؟

سوال ۵ :- مردے ایک دوسرے کو دیکھتے اور ملاقات کرتے ہیں۔ یا نہیں۔

سوال ۶ :- شہید سے قبر میں سوال ہوتا ہے یا نہیں۔

سوال ۷ :- بچوں سے قبر میں فرشتے سوال کرتے ہیں یا نہیں[1]۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ یہ ضروری مسائل ہیں۔ انکی ضرورت زیادہ ہے۔ علماء نے ان مسائل کی نسبت ایسا کلام نہیں کیا جس سے دل کی تسلّی ہو جائے اور میں انشاء اللہ تعالیٰ احادیث و آثار جو ان مسائل کے متعلق ہیں رسالہ ہذا میں جمع کرتا ہوں۔

جواب ا[2]

(اس امر کا کہ مردے زیارت کرنے والوں کی زیارت سے واقف ہوتے ہیں یا نہیں) یہ ہے کہ البتہ مردے زیارت کرنیوالوں کی زیارت سے واقف ہوتے ہیں۔ ا۔ اس لیے کہ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عائشہ[3] رضی

---

[1] ان میں چھ سوالات وہی ہیں جو دور حاضرہ میں وہابیوں اور دیوبندیوں کے عقائد ہیں انکے جوابات وہی ہیں جو اہلسنّت کے عقیدے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ اہلسنت بریلوی اپنے اسلاف کے عقائد پر ہیں اور وہابی دیوبندی بدعتی ہیں۔

[2] اس جواب میں جس قدر احادیث ہیں یہ سب کسی قدر اختلاف کلمات کے ساتھ شرح الصدور میں موجود ہیں۔

[3] سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق مشہور ہے کہ آپکو سماع موتی کا

اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ نہیں کوئی شخص جو اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اسکی قبر پر بیٹھے مگر وہ مردہ خوشحال ہوتا ہے اور انس کرتا ہے۔ سلام کا جواب دیتا ہے۔ جب تک کہ زیارت کرنے والا اٹھ کر اس سے جُدا نہ ہو

۲- ابن عبدالبر نے کتاب استذکار و تمہید میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی شخص کہ اپنے مومن بھائی کی قبر پر گزرے جسکو دنیا میں پہچانا ہو- اور اسکو سلام کہے مگر مردہ اسکو پہچانتا ہے اور اسکے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (اس حدیث کی ابو محمد عبدالحق نے تصحیح کی ہے۔

۳- ابن ابی الدُّنیا نے کتاب القبور باسناد متصل ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی مرد اس شخص کی قبر پر گزرے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ :- کا انکار تھا لیکن بعد کو رجوع فرمالیا۔ محدثین کرام نے آپکے رجوع پر اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے بایں معنیٰ کہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی اپنے مؤقف کے خلاف جب کوئی روایت کرے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے سابق مؤقف سے رجوع کر لیا ہے۔ (اویسی غفرلہ)

لے ان روایات کو یوں سمجھیے کہ عام برزخ کے امور عالمِ دنیا سے جدا ہیں۔ اسی لیے وہاں درمیانی حجابات حائل نہیں ہوتے ورنہ قبر کے اندر والا باہر کی اشیاء کو کیسے دیکھ اور سُن سکتا ہے۔ اس فرق کو یاد رکھیئے۔ ۱۲-

جسکو دنیا میں پہچانتا ہے اور سلام کہے۔ مردہ سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کو پہچانتا ہے اور جو ایسے شخص کی قبر پر گزرے جس کو دنیا میں نہ پہچانا ہو۔ مردہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

۳۔ روایت کی ابن الدنیا نے محمد بن واسع سے کہ فرمایا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ بلاشبہ جمعہ کے دن اور جمعہ سے ایک دن پہلے ایک دن بعد مُردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں۔

۴۔ روایت کی ہے ضحاک سے کہ فرمایا جو شخص شنبہ کے دن آفتاب نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کرے مردہ اس سے خبردار ہوتا ہے لوگوں نے ضحاک سے پوچھا۔ اسکا سبب کیا ہے فرمایا جمعہ کے دن قرب و اتصال زیادہ ہوتا ہے۔

جواب ۲

(اس امر کا کہ زندوں کے حالات سے مردوں کو خبر ہوتی ہے یا نہیں)

یہ ہے کہ بلاشبہ مردے زندوں کے حالات جانتے ہیں اس لیے کہ۔

۱۔ امام احمد بن حنبل نے متصل اسناد کے ساتھ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے اعمال تمہارے اقربا مردہ اور عزیزوں متوفی کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اگر اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور جو بُرے ہوں تو خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ تم مرنے سے پہلے سیدھے راستے پر آجاؤ اور ہدایت حاصل کرو۔ جیسے ہمنے ہدایت پائی تھی۔

۲۔ ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک تمہارے اعمال تمہارے عزیزوں اور اقرباء کے سامنے ان کی قبروں میں پیش کیے جاتے ہیں اگرچہ اچھے ہوں وہ بشارت پاتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں۔ اور جو بُرے ہوں کہتے ہیں یا اللہ انکو اپنی عبادت کی توفیق دے۔

۳۔ روایت کی طبرانی نے اوسط میں متصل اسناد کے ساتھ ابوایوب انصاری[۲] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک جب مومن کی روح کو قبض کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندے رحمت والے اس کی پیشوائی کو آتے ہیں جیسا کہ دنیا میں خوشخبری دینے والے کے پاس آیا کرتے ہیں پس کہتے ہیں جلدی نہ کرو تاکہ آرام پاوے اس واسطے کہ وہ بہت محنت

---

[۱] اس باب کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ارواح برزخ میں مقید نہیں اہلسنت کے نزدیک ارواح کو دنیا میں آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے صرف دنیا کے امور میں انہیں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بطور کرامت بعض مواقع بعض امور میں دخل ہوتا بھی ہے۔ (تفصیل مطولات میں ہے)

[۲] حضرت ابوایوب انصاری مشہور صحابہ سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کے وقت مدینہ منورہ میں پہنچے انکے گھر میں نزول اجلال فرما کر قیامت تک انکی اولاد کو اعزاز و افتخار بخشا۔ ۵۱ھ میں وقت جہاد روم وفات پائی۔ ان کی قبر شریف کی برکت سے مریض بحکم اللہ شفا پاتے ہیں یہ سلسلہ ان کے وصال سے تا حال پھر تا قیامت جاری ہے اور رہیگا۔ (لیکن الوہابیہ لایعقلون)

اور تکلیف کھینچے ہوئے آیا ہے اس کے بعد اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں آدمی نے کیا کیا اور فلاں عورت نے خاوند کیا (یعنی اپنے واقفوں کے تمام حالات دریافت کرتے ہیں اور جب دریافت کرتے ہیں اس شخص کا حال جو فوت ہو چکا ہے. کہتا ہے مجھ سے پہلے مرگیا پس وہ پڑھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا عَلَیْہِ رَاجِعُوْن - وہ دوزخ میں گیا جو اسکی اصل تھی بہت برا ٹھکانا اور نہایت خراب جگہ ہے اور فرمایا ہے تمہارے اعمال تمہارے ان اقارب اور رشتہ داروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ جو اہل آخرت میں نیک عمل سے خوش ہوتے ہیں بشارت پاتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ یہ تیرا ہی فضل ورحمت ہے اس پر پوری رحمت کرنا تاکہ اسی پر فوت ہو اور جب گنہگاروں کے عمل پیش کیے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں اے پروردگار اسکو نیک کام کی توفیق دے کہ تیرے قرب ورضامندی کا سبب ہو.

۴ - ابن ابی الدنیا نے کتاب منامات میں ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا تمہارے عمل تمہارے مردوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں. اگر وہ اچھے عمل دیکھتے ہیں خوشحال ہوتے ہیں اور جو برُے عمل دیکھتے ہیں کہتے ہیں اے اللہ اسکو توبہ کی توفیق دے اور سیدھے راستہ پر چلا۔

۵ - روایت کیا حکیم ترمذی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پیش کیے جاتے ہیں اعمال دوشنبہ اور جمعرات کو خدا تعالیٰ کے سامنے اور انبیاء کے سامنے اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن۔ پس نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں ۔ انکے چہروں کی سفیدی اور

چمک زیادہ ہو جاتی ہے اور جب یہ حال ہے تو خدا سے ڈرو اور اپنے گناہوں کے سبب اپنے مردوں کو رنج نہ پہنچاؤ۔

۶۔ روایت کیا ابن ابی الدنیا نے کتاب منامات میں متصل اسناد کے ساتھ نعمان بن بشیر سے کہ فرمایا سنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے ڈرو خدا سے اپنے بھائیوں کے حق میں جو مردہ ہیں تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔

۷۔ نیز متصل اسناد کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مردوں کو رسوا نہ کرو اپنے اعمال کی بُرائی سے اس لیے کہ تمہارے اعمال تمہارے اقارب عزیز مُردوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

۸۔ نیز روایت کیا ہے ہلال بن ابی الدردا نے کہ فرماتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میرے خالو عبداللہ بن رواحہ قیامت کے دن میرے سے ناراض نہ ہوں اور نیز روایت کیا عبدالوہاب بن مجاہد سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا بشارت پاتا ہے باپ بیٹے کی نیکی سے جب کہ باپ کے مرنے کے بعد وہ نیک ہو اسکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

جواب ۳

(اس امر کا کہ آدمیوں کی بات سنتے ہیں یا نہیں اور جو کچھ انکے حق میں کہتے ہیں اُن سے خبردار ہوتے ہیں یا نہیں) یہ ہے کہ مردے سنتے اور جانتے ہیں۔ اس لیے کہ۔

۱- امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں متصل اسناد کے ساتھ ابو سعید خذری سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ مُردہ جانتا ہے اسکو جو اسکو نہلاتا ہے اور جو اٹھاوے اور جو قبر میں رکھے۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں ابی سعید خذری رضی اللہ عنہ سے دوسرے اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۲- ابن ابی الدنیا وغیرہ نے مختلف اسنادوں کے ساتھ عمر بن دینار اور بکر بن عبداللہ المزنی وسفیان ثوری وغیرہ سے اسی مضمون کو روایت کیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے متصل اسناد کے ساتھ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا مردہ کی روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے جبکہ مردہ کو غسل دیتے ہیں وہ فرشتہ ہمراہ قبر کی طرف جاتا ہے اور جب قبر میں رکھتے ہیں قبر میں چلا جاتا ہے پس اس وقت مردہ کو خطاب کیا جاتا ہے۔

۴- دوسری روایت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے لائے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روح فرشتہ کے ہاتھ میں ہے جو جنازہ کے ہمراہ جاتا ہے اور کہتا ہے اسکو جو اس کے حق میں کہتے ہیں جب قبر پر پہنچا روح کو میت کے ہمراہ دفن کرتا ہے[۱]۔

---

[۱] یہ اسکے منافی نہیں کہ روح علیین یا سجین میں ہوتی ہے اس لیے کہ دفنانے کے بعد روح اپنے مقر میں چلی جاتی ہے جسکی تفصیل آرہی ہے۔ ہاں اسکے بعد روح کا جسم سے تعلق رہتا ہے اور انبیاء کی ارواح اجسام مبارکہ میں واپس لوٹائی جاتی ہے۔

جواب ۴

(اس امر کا کہ مرنے کے بعد ارواح کہاں ہوتی ہیں) یہ مسئلہ تمام مسائل سے زیادہ مشکل ہے اور مجھکو جہاں تک معلوم ہے پورا بیان کروں گا۔

۱۔ روایت کیا ہے امام مالک نے اپنے اسناد کے ساتھ کعب بن مالک سے رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البتہ مومن کی روح پرندہ معلق ہے بہشت کے درختوں میں جس روز خدا تعالیٰ زندہ کرے گا اسکو جسم میں اسکے لوٹا دے گا یہ حدیث صحیح ہے۔ امام احمد بن حنبل بھی اس حدیث کو اپنی مسند میں۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے اور وہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ روایت کیا امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں اسناد حسن کے ساتھ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرکی ملاقات کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے

ع واضح ہو ارواح کے مقام میں احادیث مختلف وارد ہوئی ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ اختلافات بسبب تفاوت مراتب کے ہے ارواح انبیاء اعلیٰ علیین میں ہیں۔ ارواح شہداء سبز پرندوں میں بہشت میں۔ بعض ارواح جنت کے دروازہ پر بعض ارواح قبر میں گویا محبوس ہیں۔ بعض آگ کے تنور میں جلتی ہیں جیسے زنا کاروں کی بابت آتا ہے۔ مگر سب کو جسم سے تعلق ہے۔ ثواب کی راحت یا عذاب کی تکلیف اٹھاتی ہیں۔ شرح الصدور۔

کو دیکھتے ہیں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی ارواح معلق پرندہ ہے بہشت کے درخت میں قیامت کے دن تک پھر آجاوے گی۔ ہر ایک روح اپنے جسم میں

۳- صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے شہیدوں کی روحیں خدا تعالےٰ کے پاس سبز پرندوں میں ہوتی ہیں۔ بہشت کی نہروں میں جس جگہ چاہتی ہیں پھرتی ہیں۔ پھر آتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔

۴- روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد و حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے ہمراہی جنگ احد میں شہید ہو گئے اللہ تعالےٰ نے انکی ارواح کو سبز پرندوں میں رکھ دیا۔ بہشت کی ندیوں میں آتی ہیں اور بہشت کے میوہ کھاتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کے قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔

۵- روایت کیا امام احمد اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشت کی ندی کے کنارہ پر سبز قبہ میں شہید رہتے ہیں اور صبح شام بہشت سے ان کا رزق آتا ہے۔

۶- روایت کیا بیہقی و طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے جب کعب نے کہا خدا تعالیٰ تمہیں بخشے اے اُمّ بشر میں اس سے مشغول ہونگا۔ کہ کس کو سلام پہنچاؤں۔ پس اُمّ بشر نے کہا کیا تم نے نہیں سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ بیشک

مومن کی روح بہشت میں پھرتی ہے جس جگہ کہ چاہتی ہے۔ اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے کہا البتہ میں نے سنا ہے۔ جواب دیا میری مراد یہی تھی۔

۷۔ روایت کیا طبرانی نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ارواح مومنوں کا حال پوچھا گیا۔ فرمایا سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ پرندے جس جگہ بہشت میں چاہتے ہیں۔ سیر کرتے ہیں۔ پوچھا یا رسول اللہ کافروں کی ارواح کہاں ہوتی ہیں فرمایا سجین میں محبوس ہوتی ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے اور روایت کیا ہے امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں بیہقی اور ابن ابی داؤد نے کتاب بعث میں متصل اسناد کے ساتھ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کی اولاد بہشت کے ایک پہاڑ میں ہوتی ہے اور انکی پرورش ابراہیم اور سارہ علیہما السلام فرماتے ہیں جب تک کہ قیامت کے دن انکے باپ کے پاس پہنچاویں۔ حاکم نے اس حدیث کی تصیح کی ہے

۸۔ روایت کیا بیہقی نے دلائل میں اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے متصل اسناد کے ساتھ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا لائی گئی میرے سامنے سیڑھی کہ ارواح بنی آدم کو آسمان پر لے جاتے ہیں اور کسی مخلوق نے اس سیڑھی سے بہتر نہیں دیکھا کیا تو نہیں[1] دیکھتا مرنے کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا اس معراج یعنی سیڑھی

---

[1] اس مضمون کی مصدق احادیث شرح الصدور صـ ۵۸ میں موجود ہیں۔

کو تعجب کے سبب انسان دیکھتا ہے) پس میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ اس سیڑھی آسمان کی طرف گیا۔ جبرائیل نے دروازہ آسمان کا کھلوایا کھولدیا وہاں جاکر ہمنے آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ پیش کرتے تھے ان پر مومنوں کی ارواح کو ان کی اولاد سے فرماتے تھے ہر ایک پاک ارواح اور پاک نفس ہے انکو علیین میں رکھو۔ پھر فاجروں کی ارواح انکی اولاد سے پیش کی گئیں۔ فرماتے تھے ہر ایک روح خبیث اور نفس ناپاک ہے انکو سجین میں رکھو۔

۹۔ ابو نعیم اصفہانی نے متصل اسناد کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک مومنوں کی ارواح ساتویں آسمان میں ہوتی ہیں اور بہشت میں اپنے گھر دیکھتی ہیں۔ اس قدر مجھے مرفوع حدیثیں معلوم تھیں اور اخبار موقوفہ جو سلف کرام سے منقول ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ ابن ابی الدُنیا نے متصل اسناد کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا زمین میں سب سے بُری جگہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک جنگل ہے جسکو برہوت کہتے ہیں۔ اس جنگل میں کافروں کی ارواح کو رکھتے ہیں یہ جگہ حضرموت کے اطراف میں ہے۔

۱۔ روایت کیا بیہقی نے بعث ونشور میں اور ابن ابی الدُنیا نے کتاب المناجات میں سعید بن مسیّب سے کہ بیشک سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام نے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کی۔ پس ایک نے دوسرے سے کہا ہاں مومنوں کی روحیں تو بہشت میں ہیں۔ پس یہ جہاں چاہتے ہیں

جاتے ہیں۔ اور بیہقی نے روایت کی اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

۱۲- مروزی نے اسناد کے ساتھ کتاب جنائز میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا مومنوں کی ارواح جبریل علیہ السلام کے پاس اوپر لیجاتے ہیں پس کہا جاتا ہے تم قیامت تک انکے متولی رہو

۱۳- عبداللہ بن عمر سے اس طرح روایت کی ہے کہ فرمایا کافروں کی ارواح جمع کی جاتی ہیں برہوت میں جو حضرموت میں شور زمین میں ہے اور مومنوں کی ارواح جابیہ میں جمع کی جاتی ہیں جو کہ ایک مقام دمشق میں ہے۔

۱۴ - اسناد کے ساتھ بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں کعب احبار سے روایت کیا کہ کہا جنّت الماوی میں سبز پرندے ہیں۔ تمہاری روحیں ان میں پھرتی ہیں۔ بہشت میں جس جگہ چاہتی ہیں۔ اور آلِ فرعون کی سیاہ ارواح پرندوں میں صبح شام آگ میں ہوتی ہیں اور مومنوں کے بچے بہشت کی چڑیوں میں ہوتے ہیں اور ابونعیم نے حلیہ میں اسناد کے ساتھ وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک ساتویں آسمان میں ایک گھر اللہ کا بنایا ہوا ہے جسکو بیضا کہتے ہیں۔ مومنوں کی ارواح اس میں جمع ہوتی ہیں جب دنیا میں سے کوئی آتا ہے مومنوں کی ارواح پیشوائی کو آتی ہیں اور دنیا کی خبریں دریافت کرتی ہیں۔ جیسا کہ گھر والے اس سے

ع ارواح کی ملاقات کا سلسلہ تا حال جاری ہے شرح الصدور میں بے شمار واقعات درج ہیں اور آج بھی بعض حضرات کو اہل برزخ کی ملاقات ہوتی ہے بعض کو بیداری میں بعض کو خواب میں۔

دریافت کرتے ہیں۔ جو غائب ہو گیا ہو۔ اور ابن ابی الدنیا نے مالک ابن انس سے روایت کیا کہ فرمایا مجھ کو یہ پہنچا ہے کہ مومنوں کی ارواح بہشت میں چھوڑی گئیں پھرتی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں۔

جواب ۵

(اس امر کا کہ روحیں ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں یا نہیں) یہ ہے ارواح دیکھتی ہیں ایک دوسرے کو اور جمع ہوتی ہیں یہ امر مذکور ہے۔

۱۔ حدیث ابوایوب انصاری میں جو طبرانی اور بیہقی میں مروی ہے اور ابن ابی الدنیا نے بواسطہ ابن لیلیٰ ام بشر کی حدیث روایت کی ہے کہ وہ جب بشر بن البرار کی وفات ہوئی اس کی والدہ بہت غمناک ہوئیں پس عرض کیا یا رسول اللہ ہمیشہ قبیلہ بنی سلمہ کے آدمی اگر مردے ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو انکی معرفت اپنے پسر کو سلام بھیجو جو فوت ہو گیا ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک مردے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے اور پہچانتے ہیں جیسے کہ پرندے درختوں پہ پہچانتے ہیں۔ اسی لیے جب کوئی بنی سلمہ سے مرتا ام بشر کو آکر سلام کرتی اور کہتی اے فلاں میرا سلام میرے پسر بشر کو پہچانا۔[۱]

۲۔ امام احمد بن حنبل نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسناد کے

---

۱ یہ حدیث شرح الصدور صہ ۵۹ میں موجود ہے۔

۲ حدیث عبداللہ بن عمر شرح الصدور صہ ۶۰ میں ہے۔ اس میں جمع (مومنین) کی جگہ تثنیہ (دو مومن) اور ایک مہینے کی جگہ ایک دن کی مسافت کا ذکر ہے۔

ساتھ روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک مومنوں کی ارواح ایک مہینے کی راہ سے ملتی ہیں۔ حالانکہ ایک دوسرے کو ہرگز نہیں دیکھا ہوگا۔

۳۔ بزار نے صحیح سند کے ساتھ ابوہریرہؓ[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک مومن کی روح کو آسمان پر لے جاتے ہیں پس مومنوں کی ارواح جو پہلے فوت ہوگئیں اسکے استقبال کو آتی ہیں۔ اور دنیا کے ملاقاتیوں کا حال دریافت کرتی ہیں اگر وہ کہے میں انکو چھوڑ کر آیا ہوں۔ خوش ہوتی ہیں اور جو کہے فلاں شخص پہلے مرگیا ہے کہتی ہیں اس کو ہمارے پاس نہیں لایا گیا۔

۴۔ ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کیا کہ جب کوئی مردہ مرے روحیں اسکے استقبال کو آتی ہیں اور دنیا کے ملاقاتیوں کا حال دریافت کرتی ہیں جیسے آنے والے سے کرتے ہیں۔ فلاں شخص نے کیا کیا۔

۵۔ روایت ہے حسنؒ[2] سے فرمایا کہ سکرات موت کے وقت پانچسو فرشتے مومن کی روح قبض کرنے کو حاضر ہوتے ہیں اور اسکی روح کو لیکر آسمان پر لے جاتے ہیں۔ مومنوں کی ارواح جو پہلے فوت ہو چکی ہیں اس سے باتیں دریافت کرنے کو بطور پیشوائی کے آتی ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں جلدی نہ کرو بڑی محنت سے نکلا ہے کوئی اپنے بھائی اور کوئی دوست کا حال

---

[1] حدیث ابی ہریرہ کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ شرح الصدور: ۶۰ میں موجود ہے۔ [2] یہ روایت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے شرح الصدور میں موجود ہے

دریافت کرتے ہیں۔

۶۔ روایت ہے سعید[1] بن جبیر سے جب کوئی مرتا ہے اس کا فرزند پیشوائی کو آتا ہے جیسے غائب کی پیشوائی کو۔

۷۔ ثابت بن بنانی[2] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک جب کوئی فوت ہو کر جدائی سے رنج پاتا ہے جب اسکے اقربا جو پہلے فوت ہو گئے اسکے پیشوائی کو آتے ہیں۔ زیادہ خوش ہو جاتا ہے جیسے مسافر گھر پہنچے۔

جواب ۶

(اس امر کا کہ شہید کو قبر میں سوال ہوتا ہے یا نہیں) یہ ہے کہ شہید کو سوال نہیں ہوتا۔ علماء کی جماعت نے اسکی تصریح کردی ہے۔

۱۔ منجملہ انکے امام قرطبی ہیں۔ اور وہ استدلال لاتے ہیں صحیح مسلم کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ شہید کو قبر میں سوال ہوتا ہے فرمایا کافی ہے اس کی تلوار کی چمک جو اسکے سر پر پہنچی ہیں امام قرطبی نے کہا اسکے معنی یہ ہیں کہ سوال قبر اس لیے کیا جاتا ہے کہ مومن صادق منافق سے جدا ہو جاوے اور ثابت رہے اور شہید کی تلوار کے نیچے ہونا۔ اول دلیل ہے اس کے ایمان کی راستی کی۔ اگر خلل ہوتا تو کافروں کے پاس چلا جاتا۔

---

[1] حدیث سعید بن جبیر شرح الصدور میں ہے۔

[2] یہ حدیث ثابت شرح الصدور میں ہے۔

جواب

(اس امر کا کہ بچوں کو قبر کا سوال ہے یا نہیں) اس مسئلہ میں دو قول ہیں حنبلیوں کے نزدیک ہے ابونعیم نے کتاب الروح میں لکھا ہے اور امام نووی کا قول روضہ اور شرح مہذب میں لکھا ہے اور امام نووی کا قول روضہ اور شرح مہذب میں یہ ہے کہ تلقین دفن کے بعد بالغوں کے ساتھ خاص ہے۔ بچوں کو تلقین نہیں اس سے معلوم ہوا کہ امام نووی کے نزدیک بچوں کے لیے سوال قبر نہیں۔

اضافہ اویسی غفرلہ:۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ وہ شخصیت ہے جن میں بیداری میں درجنوں بار حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے ہی انہیں شیخ الحدیث کے لقب سے نوازا۔ (انوار الباری شرح بخاری)

سینکڑوں اسلامی کتابوں کے مصنف ہیں نوی صدی کے مجدد ہیں آپ کی تصانیف سے علمائے اسلام استفادہ کر کے اسلام کی اشاعت فرما رہے ہیں آپکی تحقیق ہدایت کا سرچشمہ ہے جو اسے گمراہی سمجھے وہ خود گمراہ ہے انکی تحقیق کے بعد مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن منکرین سماع موتیٰ کا طریقہ ہے کہ وہ کس کی سنتے اور قرآن و احادیث اپنی مرضی کے مطابق بیان کر کے خود بھی گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں فقیر اس اضافہ میں انکے غلط استدلالات کی تردید عرض کرتا ہے (بیدہ التوفیق والھدیۃ)

آیت اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى - کے جوابات

یہ آیت ایک نہیں متعدد آیات ہیں وہ یہ ہیں.

۱- وَمَا انت بمسمع مَنْ فی القبور. اور تم نہیں سنانے والے جو قبروں میں پڑے ہیں.

۲- فانك لا تسمع الموتیٰ. بیشک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے.

۳- ان تسمع الا من یؤمن بآیاتنا فھم مسلمون (پ ۲۱ الروم نمبر ۵۳) تم اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لاتے تو وہ گردن رکھے ہوتے ہیں.

آیات کا مقصد یہ ہے کہ جب توحید پر مسکت دلائل کفار کے سامنے پیش کئے گئے انہیں بار بار دل نشین انداز سے دعوت حق دی گئی اسکے باوجود یہ کفر پر اڑے رہے. اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انکے اس طرز عمل سے اے محبوب آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوں. ان کے دل مر چکے ہیں. انکے کانوں سے حق سننے کی طاقت سلب ہو گئی ہے آپ نے اپنا فریضہ تبلیغ ادا کرنے میں ذرا کوتاہی نہیں کی.

اگر یہ کفر اور گمراہی کے اندھیروں سے باہر نہیں نکلنا چاہتے تو انکی قسمت۔

منکرین سماع موتی دلائل اور انکا رد

سماع موتی کے منکرین استدلال کے طور پر یہ آیات پیش کرتے ہیں اسکا اجمالی جواب یہ ہے کہ سنانے کی نفی ہے سننے کی نہیں کیونکہ سنانا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے

(جواب۲) الموتیٰ (مردے) سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں مجازاً کفار مراد ہیں جیسے صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ میں حقیقی معنیٰ مراد نہیں مجازاً کفار مراد ہیں ایسے اسماعٌ (سنانا) سے مراد ہدایت پر لانا مراد ہے نہ کہ عرفی معنیٰ (سنانا) جیسا کہ آیات میں صاف اور واضح ہے مثلاً اذا ولّو مُدبرین۔ جب وہ پیٹھ دیکر پھریں اسمیں اسماع کی نفی کے بعد پیٹھ پھیرنے کی تصریح ہے۔ اس سے ہمارا سوال ہے کہ کیا مُردے کہاں پیٹھ پھیر کر جاتے ہیں بلکہ کافروں کا تھا جس سے ثابت ہوا کہ یہاں اسماع اور الموتیٰ دونوں سے مجازی معنیٰ مراد ہے اور اسی آیت کی بعد والی آیت میں تصریح ہے۔ ان تسمع الا من یومن الخ اور تم اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان لائے الخ اس تصریح سے ثابت ہوا کہ اسماع سے مراد راہ راست پر لانا اور الموتیٰ سے کفار مراد ہیں۔

موت کیا ہے

اہلسنت علماء لکھتے ہیں کہ موت عدم محض اور فنا مطلق کا نام نہیں کہ انسان مرے تو بالکل نیست و نابود ہو کر رہ جائے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔

اِنَّ الموتَ لَیسَ بعَدم محض و انما ھو انتقال من حال الیٰ حالٍ۔ بیشک موت عدم محض (امٹ جانا) نہیں بلکہ ایک حالت سے

دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے۔ (کتاب الروح ص۴۳)

قرآن | اللہ تعالیٰ نے شہدار کے متعلق فرمایا ہے۔ احیاء عند ربھم یرزقون فرحین مستبشرین یعنی وہ مجاہدین جن کو کفار قتل کر دیتے ہیں تو پھر بھی وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے بڑے خوش اور مسرور رہتے ہیں جب ظاہری طور پر موت طاری ہونے کے باوجود شہدار کا یہ حال ہے تو صدیقین اور انبیار جنکا رتبہ شہدار سے بدرجہا اعلیٰ اور ارفع ہے انکی کیا کیفیت ہو گی۔

۲۔ حیاۃ الانبیار سے بھی سماع موتیٰ پر ہمارا استدلال ہے۔ اور حیاۃ الانبیار پر دلائل واضح ہیں انمیں چند یہ ہیں۔

۱۔ شب معراج بیت المقدس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیار کرام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ اسی سفر معراج میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیار سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو بار بار ملاقات اور نمازوں کی تعداد پچاس سے گھٹا کر پانچ کروانے کا واقعہ مشہور ہے جو مخالفین کو بھی مسلّم ہے۔

گھر کی گواہی | مخالفین کے امام ابن القیم نے لکھا کہ یحصل من جملته القطع بان موت الانبیاء انما هو راجع الى ان غیبتوا عنا بحیث لا ندرکهم و ان کانوا موجود احیاء۔ (کتاب الروح ص۴۳)

فائدہ:۔ یہ مذکورہ دلائل اور انکے علاوہ اور دلائل بھی ہیں جن سے یہ امر قطعی

طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ انبیاء کرام کی موت کا فقط یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ہم انکو نہیں پا سکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔

موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق

اہلسنت کے نزدیک موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق رہتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی پانچ حالتیں ہیں ہر حالت پر مختلف احکام مترتب ہوتے ہیں۔

۱۔ شکمِ مادر میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔

۲۔ جب انسان اس جہان میں قدم رکھتا ہے۔

۳۔ حالت خواب میں

۴۔ عالم برزخ میں اگرچہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلیتہً نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔

تعلقها به في البرزخ فانها و ان فارقته وَ تجرّدت عنهُ فَإِنّها لَمْ تُفَارِقهُ فِراقاً كلياً بحيث لَا يَبْقىٰ لَهَا التفات اليه البتہ۔

اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس کا اسے علم ہوتا ہے۔ کتاب الروح لابن القیم اور شرح الصدور للسیوطی میں تفصیل پڑھیئے۔

۵۔ قبروں سے جی اٹھنے کے بعد روح کا تعلق جسم سے اس تعلق کے متعلق ابن القیم نے لکھا کہ فهو اكمل انواع التعلق اِذْ هُوَ تعلق لا يقبل البدن بمعه مَوتاً وَلا نوما ولا فساداً

یعنی روح کا جسم کے ساتھ یہ تعلق تمام تعلقات سے اکمل ہے کیونکہ اس کے بعد جسم کو نہ موت آتی ہے نہ نیند آتی ہے اور نہ اسکے عناصر میں فساد رونما ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ موت کے بعد حشر تک روح کا مقر اور مقام کہاں ہے۔ اس بے متعلق مخالفین تو کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بھی عدم محض ہو جاتی ہے جسم کی دوسری صفات علم، قوت، وغیرہ کی طرح روح (حیاۃ) بھی اسکی ایک صفت ہے جسم کے فنا ہو جانے سے جسطرح دوسری صفات فنا ہو جاتی ہیں اسی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن یہ قول سراسر باطل ہے۔ کتاب و سنت اور اجماع صحابہ کے علاوہ دلیل عقلیہ بھی اسکی تردید کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیہ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ہ

اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔ اور میری جنت میں آ۔

فائدہ:۔ یہاں خطاب روح مطمئنہ کو ہو رہا ہے اور اس وقت ہو رہا ہے جب وہ جسم سے الگ ہوتی ہے اگر روح کا اپنا مستقل وجود نہ ہوتا تو پھر اس سے خطاب کیسے کیا جاتا۔ احادیث کثیرہ سے بھی یہ ثابت ہے کہ روح کا اپنا مستقل وجود ہے۔

وَ ھُو قَوْلٌ لَمْ یقل بہٖ اَحَدٌ مِنَ سَلَفِ الْاُمَّۃِ وَلَا مِنَ الصَّحَابَۃِ والتابعین وَلَا اَئِمَّۃِ الاسلام۔ (ابن قیم) یعنی یہ ایسا قول ہے جسے نہ سلف صالحین میں سے

کسی نے تسلیم کیا ہے نہ صحابہ، تابعین اور ائمہ اسلام کا یہ خیال ہے۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بارے میں کہ مومنین کی ارواح برزخ میں ہیں اور جدھر چاہتی ہیں جاتی ہیں اِنَّ اَرْوَاحَ المؤمنینَ فِیْ برزخ من الارض تذهب حیث شأت فهذا مروی عَنْ سلیمان الفارسی والبرزخ هو الحاجز بین الشیئین و کان سلمان اراد بها فی ارضٍ بین الدنیا والآخرة مرسلة هناك تذهب حیث شاءت (کتاب الروح لابن القیم)

تحقیق البرزخ اہل لغت نے فرمایا کہ اصلحہ الحاجز بین الشیئین۔ دو چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہو اسکو برزخ کہا جاتا ہے یہاں برزخ سے مراد دنیا اور آخرت کا درمیانی جہان ہے۔ فالبرزخ هنا ما بین الدُّنیا والآخرة۔

فائدہ:۔ اس درمیانی جہان کا انکار معتزلہ کو تھا اب انکی پیروی میں منکرین حدیث اور دیگر گمراہ فرقے منکر ہیں وہابیہ اصولی طور پر اسی عقیدہ کی تائید کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں عالم برزخ ثابت ہے۔

اہلسنّت کا مذہب اہلسنت کے نزدیک ارواح زندہ ہیں اور وہ عالم برزخ میں ہے اسے جسم سے بھی رابطہ ہے اور وہ کہاں ہیں اس میں اقوال ہیں۔

۱۔ مومنین کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب ہیں اور

کفار کی روحیں آپکی بائیں جانب۔

۲- ابومحمد بن ابی حزم کا قول یہ ہے کہ اجسام کے پیدا کرنے سے پہلے روح جہاں تھی موت کے بعد لوٹ کر پھر وہاں ہی چلی جاتی ہے ان مستقرھا حیث کانت قبل خلق احسادھا

۳- بعض نے یہ کہا ہے کہ مومنین کی روحیں اللہ تعالےٰ کے پاس ہوتی ہیں اس سے زیادہ ان لوگوں نے مزید کہنے کی جرارت نہیں کی اور جتنا کچھ قرآن میں ہے ادب واحترام کے تقاضے کے پیش نظر اتنا کہنے پر ہی توقف کرتے ہیں ارواح المومنین عند اللّٰہ و لو یزد علی ذالک فانہ تأدب مع لفظ القرآن حیث یقول اللّٰہ عزوجل بل احیاء عند ربّھم یرزقون۔

۴- بعض کی رائے یہ ہے کہ ارواح اپنے مزارات کے اوپر ہوتی ہیں۔ الارواح علی انینۃ قبورھا۔

۵- اہل ایمان کی روحیں اگر کوئی گناہ کبیرہ یا قرض رکاوٹ نہ بنے تو وہ جنت میں ہوتی ہیں۔ لیکن اپنے جسد خاکی پر انکی توجہ اس طرح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے مزارات پر حاضر ہو تو اسے دیکھتے ہیں اور اگر کوئی سلام کہے تو اسکا جواب دیتے ہیں اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لیے کہ روح اگر جنت میں اعلیٰ علیین میں ہو تو اپنی قبر پر آنے والے کو اتنی دور سے کس طرح پہچانتی ہے۔ اور کس طرح اسکا سلام سنتی ہے اور کیونکر اسکا جواب دیتی ہے۔

فائدہ:۔ مخالفین کا امام ابن القیمؒ منکرین کو تنبیہ کرتا ہے کہ۔ لا یَضِیقُ

عطنك عن كون الروح في الملأ الاعلى تسرح في الجنة حيث شاءت و تسمع سلام المسلم عليها عند قبرها و تدنو حتى ترد عليه السلام و للروح شان آخر غير شان البدن (كتاب الروح ص ۱۶۶)

تو اس چیز کو تسلیم کرنے سے تنگ دل نہ ہو کہ روح جب ملأ اعلیٰ میں ہے اور جنت میں سیر و سیاحت میں مصروف ہے تو وہ کس طرح اپنی قبر پر آنے والے کا سلام سنتی ہے پھر کس طرح نزدیک ہو کر اس سلام کرنے والے کو جواب دیتی ہے کیونکہ روح کی شان اور ہے اور جسم کی شان اور ابن القیم نے بڑی شرح وبسط سے ثابت کیا ہے کہ روح کے لیے یہ بعد مکانی اور یہ مسافت کی دوریاں کوئی معنی نہیں رکھتیں وہ ایک لمحہ میں ملأ اعلیٰ سے زمین پر اور زمین سے اعلیٰ علیین پر آ جا سکتی ہے وہ لوگ سخت دھوکہ میں ہیں جو روح کو جسم کی طرح ان مسافتوں کے طے کرنے سے قاصر سمجھتے ہیں. ابن القیم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب شب معراج موسیٰ علیہ السلام کے مزار کے پاس سے گزرے تو انہیں اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا اور جب حضور کا مرکب افلاک کی بے پایاں رفعتوں کو سمند ہمت سے روندتا ہوا چھٹے آسمان تک پہنچا تو وہاں پھر موسیٰ علیہ السلام کو اپنا منتظر پایا. جبرئیل علیہ السلام ایک لمحہ پہلے آسمان کی بلندیوں پر کشا نظر آتے تو دوسرے لمحے بارگاہِ رسالت میں دست بستہ بیٹھے ہوئے حاضر دکھائی دیتے لیکن ان امور کو ہر آدمی نہیں کرتا صرف انہیں سعید روحوں کو یہ استعداد بخشی جاتی ہے جو ان حقائق کو سمجھتے بھی ہیں. تسلیم بھی کرتے ہیں اور ان پر یقین بھی رکھتے ہیں.

اسکے بعد ابن القیم نے ایک مستقل فصل تحریر کی ہے جس میں اس نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ تمام ارواح کی حالت یکساں نہیں ہوتی بلکہ قوت اور ضعف کبر اور صغر کے اعتبار سے ہر ایک کا درجہ الگ الگ ہوتا ہے۔ عظیم اور کبیر ارواح کا مقام اتنا بلند ہے جسکو ان سے کم درجہ والی روحیں نہیں پا سکتیں روحوں کے درمیان یہ تفاوت ہم اس مادی جہاں میں بھی مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور جب روح جسمانی علائق اور مادی پابندیوں سے رستگاری حاصل کر لیتی ہے تو اسے تصرف، قوت، ہمت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں جو مقام نصیب ہوتا ہے وہ ان روحوں کو نصیب نہیں ہوتا جو جسم کے اس قفص میں قید ہیں۔ اور ان کو دنیا کی زنجیر نے جکڑ رکھا ہے عظیم روحیں جب قفص عنصری کو توڑ کر آزاد ہوتی ہیں انکی شان اور علو ہمتی کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں جنکا تصور کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں بارہا لوگوں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی کہ حضور کے ساتھ ابو بکر صدیق اور فاروق اعظم بھی ہیں اور انہوں نے کفار و مشرکین کے جرار لشکروں کو شکست فاش دی. اور انکو معلوب و مقہور کر دیا. حالانکہ مسلمانوں کی فوج ہر لحاظ سے کمزور تھی۔

وَكَمْ رُئِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ابُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فِي النَّوْمِ قَدْ هَزَمَتْ ارواحُهُمْ عَسَاكِرَ الْكُفْرِ وَالظُّلْمِ فاذاً بجيوشِهِمْ مَغْلُوبَةٌ مَكْسُورَةٌ مَعَ كَثْرَةِ عَدَدِهِمْ وَعُدَدِهِمْ وَضُعْفِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقِلَّتِهِمْ. کئی بار خواب میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (کتاب الروح ص ۱۲۷)

دیکھا گیا ہے آپکے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں انکی ارواح نے کفار کے لشکر اور ظالموں کو شکست دی انکے لشکر مغلوب ہوئے باوجود انکی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کے۔

سوال: ان متعدد اقوال میں سے تمہارے نزدیک راجح قول کونسا ہے جسکے مطابق اعتقاد رکھا جائے۔

جواب: ساری روحیں یکساں نہیں ان میں بڑا تفاوت ہے اور اسی تفاوت کی وجہ سے انکی منزلیں جدا جدا ہیں اور احادیث میں روحوں کی مختلف ٹھکانوں کا ذکر ہے ان میں تضاد نہیں ہے بلکہ مختلف ارواح کے مختلف مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔

اس بحث کو سمیٹنے سے پہلے علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ روح اور بدن کے احکام اور حالات مختلف ہیں روح جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبر سے اور اسمیں مدفون اپنے بدن سے اتصال رکھتی ہے اور اوپر جانے اور نیچے اترنے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اسکی سرعت رفتار کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اسکی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ آزاد روحیں

۲۔ مقید روحیں

۳۔ علوی روحیں

۴۔ سفلی روحیں

وَ اِنَّ لَهَا شَأنًا غَيْرَ شَأنِ الْبَدَنِ وَ اِنَّهَا مَعَ كَوْنِهَا فِي الْجَنَّةِ فَهِيَ فِي السَّمَاءِ

وَتَتَّصِلُ بِفِنَاءِ الْقَبْرِ وَ بِالْبَدَنِ فِيْهِ وَهِيَ اَسْرَعُ شَيْئٍ حَرَكَةً وَ اِنْتِقَالاً وَ صُعُوْداً وَ هُبُوْطاً وَ اِنَّهَا تَنْقَسِمُ اِلَى مُرْسَلَةٍ وَ مَحْبُوْسَةٍ وَ عُلْوِيَّةٍ وَ سُفْلِيَّةٍ۔ (کتاب الروح ص ۱۴۴)

احادیث مبارکہ

احادیث صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ صاحب مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اسکی آواز کو سنتا ہے۔ کثرت احادیث ہم نے رسالہ سماع موتیٰ میں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱- اخرج الشیخان وغیرھا من طریق قتادة عن انس قال قال النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم۔

ترجمہ: امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسکے دوست دفن کرنے کے بعد واپس لوٹتے ہیں تو وہ انکے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

۲- اخرج ابن ابی شیبة والطبرانی فی الاوسط و ابن حبان فی صحیحہ و الحاکم والبیہقی فی حدیث ابی ہریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ

اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (کتاب الروح ص ۱۲۷)

دیکھا گیا ہے آپکے ساتھ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں انکی ارواح نے کفار کے لشکر اور ظالموں کو شکست دی انکے لشکر مغلوب ہوئے باوجود انکی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کے۔

سوال: ان متعدد اقوال میں سے تمہارے نزدیک راجح قول کونسا ہے جسکے مطابق اعتقاد رکھا جائے۔

جواب: ساری روحیں یکساں نہیں ان میں بڑا تفاوت ہے اور اسی تفاوت کی وجہ سے انکی منزلیں جدا جدا ہیں اور احادیث میں روحوں کی مختلف ٹھکانوں کا ذکر ہے ان میں تضاد نہیں ہے بلکہ مختلف ارواح کے مختلف مقامات ذکر کیے گئے ہیں۔

اس بحث کو سمیٹنے سے پہلے علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ روح اور بدن کے احکام اور حالات مختلف ہیں روح جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبر سے اور اسمیں مدفون اپنے بدن سے اتصال رکھتی ہے اور اوپر جانے اور نیچے اترنے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اسکی سرعت رفتار کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور اسکی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ آزاد روحیں

۲۔ مقید روحیں

۳۔ علوی روحیں

۴۔ سفلی روحیں

وَاِنَّ لَهَا شَأنًا غَيْرَ شَأنِ الْبَدَنِ وَاِنَّهَا مَعَ كَوْنِهَا فِي الْجَنَّةِ فَهِيَ فِي السَّمَاءِ

وَ تَتَّصِلُ بِفِنَاءِ الْقَبْرِ وَ بِالْبَدَنِ فِيْهِ وَهِيَ اَسْرَعُ شَيْئٍ حَرَكَةً وَ اِنْتِقَالاً وَ صُعُوْداً وَ هُبُوْطاً وَ اِنَّهَا تَنْقَسِمُ اِلٰى مُرْسَلَةٍ وَ مَحْبُوْسَةٍ وَ عُلْوِيَّةٍ وَ سُفْلِيَّةٍ۔ (کتاب الروح ص ۱۴۴)

احادیث مبارکہ احادیث صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ صاحب مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اسکی آواز کو سنتا ہے۔ کثرت احادیث ہم نے رسالہ سماع موتیٰ میں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱- اخرج الشیخان وغیرھا من طریق قتادة عن انس قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ و تولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم۔

ترجمہ: امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندے کو اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسکے دوست دفن کرنے کے بعد واپس لوٹتے ہیں تو وہ انکے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

۲- اخرج ابن ابی شیبة والطبرانی فی الاوسط و ابن حبان فی صحیحہ و الحاکم والبیھقی فی حدیث ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ

ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالھم حین یولون عنہ۔

ترجمہ:۔ ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابوحیان، حاکم اور بیہقی (جیسے جلیل القدر محدثین) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میّت کو اسکی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ اسے دفن کرکے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔

۳۔ اَخْرَجَ ابْنُ ابی دُنْیَا فِی کِتَابِ الْقُبُوْرِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رسول اللہ صَلیَ اللہ علیہ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَاخِیْہِ وَ یَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اِسْتَاْنَسَ وَرَدَّ عَلَیْہِ حَتّٰی یَقُوْمَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اسکے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار کو اس سے بڑی راحت ہوتی ہے اور وہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہے۔

۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ یَعْرِفُہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ رَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَعَرَفَہٗ وَ اِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا یَعْرِفُہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ (البیہقی)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پر آتا ہے اور اُسے سلام کہتا ہے تو صاحب مزار اسکے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی ایسے شخص کے مزار پر آتا ہے جس سے جان پہچان نہیں تھی۔ اور اسے سلام کہتا ہے تو قبر والا اسکے سلام کا جواب دیتا ہے۔

منکرین کے امام ابن القیم کا بیان ابن القیم سماع موتی کے منکرین کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا دست راست ہے وہ سماع موتی پر اجماع بتایا ہے اور لکھتا ہے کہ سماع موتی متواتر آثار سے ثابت ہے چنانچہ کتاب الروح میں لکھا ہے کہ۔

وَالسَّلَفُ مُجْمِعُونَ عَلٰى هٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْآثَارُ عَنْهُمْ بِاَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهٗ وَيَسْتَبْشِرُ بِهٖ۔

یعنی سلف صالحین کا سماع موتی پر اجماع اور اتفاق ہے ان سے درجہ تواتر تک ایسی روایات مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی زیارت کے لیے جب کوئی شخص آتا ہے تو میت کو اسکی آمد کا علم بھی ہوتا ہے اور اس سے اسے بڑا سرور حاصل ہوتا ہے۔

دیوبند کے شیخ عثمانی نے فتح شرح صحیح مسلم میں اس مسئلہ سماع موتی پر متعدد احادیث اور اقوال علماء سے ثابت کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَالَّذِيْ تَحَصَّلَ لَنَا مِنْ مَجْمُوعِ النُّصُوصِ

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اِنَّ سِمَاعَ الْمَوْتٰی ثَابِتٌ فِی الْجُمْلَۃِ بِالْاَحَادِیْثِ الْکَثِیْرَۃِ وَالصَّحِیْحَۃِ۔

یعنی ان متعدد روایات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیر التعداد احادیث سے سماع موتیٰ کا مسئلہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ، یہ ثابت کرنے کے بعد کہ میت سنتا ہے عثمانی نے ان آیات کا مفہوم واضح کیا ہے جن سے بظاہر سماع موتیٰ کی نفی سمجھی جاتی ہے۔ وہ مولانا محمد قاسم صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ افعال کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ افعال عادیہ: یعنی جنکا وقوع عادت کے مطابق اسباب و علل کے پائے جانے سے ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مرگیا ایسے افعال کی نسبت اس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔

۲۔ افعال غیر عادیہ: جو ظاہری اسباب و علل کے پائے جانے کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے کنکریوں کی مٹھی پھینکی اور ایک لشکر جرار کو شکست دیدی ایسے افعال کی نسبت اس ظاہری فاعل کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ جیسے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

یہاں بھی میت زیر زمین دفن ہے اسکے اوپر منوں مٹی کا انبار لگا ہے نہ وہاں ہوا کا گذر ہے اور نہ روشنی کا۔ آواز کو کسی حد تک پہنچانے کے لیے ظاہری سبب ہوا ہے جو یہاں قطعاً مفقود ہے اس لیے میت اگر سنتا ہے تو اسکو سنانے والا وہ زائر نہیں۔ کیونکہ ہوا کے فقدان کے باوجود آواز کو سنا دینا کسی انسان کے بس کا روگ نہیں۔

چنانچہ ان آیات میں اس بات کی نفی کی گئی کہ میت نہیں سنتا بلکہ اسکی نفی کی گئی ہے کہ تم نہیں سنا سکتے۔

مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ من فِی الْقُبُوْرِ۔ (تو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں)

اس سے یہ تو ہرگز ثابت نہیں کہ جسے تم نہیں سنا سکتے کیا اسے خداوند عالم بھی نہیں سنا سکتا۔ اسکی قدرت اسباب اور علل کی محتاج نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دیوبند کے امام العصر اور شیخ الحدیث مولوی انور شاہ نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا۔ وَلَهٗ جَوَابٌ آخر وھُوَ انّ المنفی فِی الآیۃِ ھُوَ الاِسْمَاعُ دُوْنَ السَّمَاعِ (فیض الباری جلد دوم صہ ۴۷)

پھر اسی کتاب کی اسی جلد کے صفحہ ۴۶۷ پر اپنا عقیدہ تحریر کیا ہیں۔

اقول:- وَالاَحَادِیث فی سَمعِ الاَموَاتِ قَدْ بَلَغَتْ مَبْلَغَ التواتر وفِی حَدِیْثٍ صَحّحَہٗ اَبُو عمر و اِنّ احَدًا اِذَا مسَلّمَ علی المیّت فَاِنَّہٗ یرد عَلَیْہِ و یعرفہٗ ان کان یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیا۔

ترجمہ:- میں (انور شاہ) کہتا ہوں کہ سماع موتی کے ثبوت کے لیے اتنی احادیث ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اسکا جواب دیتا ہے اور اگر صاحب مزار اسکو دنیا میں پہچانتا ہے تو اب بھی وہ اسکو پہچان لیتا ہے۔

قاعدہ:- محض عدم نفع کی وجہ سے کفار کو مردہ کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ برزخ میں مردہ دنیوی منافع حاصل نہیں کرتا اور نہ وہ اس عالم سے منافع کا فروتمند

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اَنَّ سِمَاعَ الْمَوْتٰی ثَابِتٌ فِی الْجُمْلَۃِ بِالْاَحَادِیْثِ الْکَثِیْرَۃِ وَالصَّحِیْحَۃِ۔

یعنی ان متعدد روایات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیر التعداد احادیث سے سماع موتیٰ کا مسئلہ ثابت ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: یہ ثابت کرنے کے بعد کہ میت سنتا ہے عثمانی نے ان آیات کا مفہوم واضح کیا ہے جن سے بظاہر سماع موتیٰ کی نفی سمجھی جاتی ہے۔ وہ مولانا محمد قاسم صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ افعال کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ افعال عادیہ: یعنی جنکا وقوع عادت کے مطابق اسباب و علل کے پائے جانے سے ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مرگیا ایسے افعال کی نسبت اس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔

۲۔ افعال غیر عادیہ: جو ظاہری اسباب و علل کے پائے جانے کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے کنکریوں کی مٹھی پھینکی اور ایک لشکر جرار کو شکست دیدی ایسے افعال کی نسبت اس ظاہری فاعل کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ جیسے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

یہاں بھی میت زیر زمین دفن ہے اسکے اوپر منوں مٹی کا انبار لگا ہے نہ وہاں ہوا کا گذر ہے اور نہ روشنی کا۔ آواز کو کسی حد تک پہنچانے کے لیے ظاہری سبب ہوا ہے جو یہاں قطعاً مفقود ہے اس لیے میت اگر سنتا ہے تو اسکو سنانے والا وہ زائر نہیں۔ کیونکہ ہوا کے فقدان کے باوجود آواز کو سنا دینا کسی انسان کے بس کا روگ نہیں۔

چنانچہ ان آیات میں اس بات کی نفی کی گئی کہ میت نہیں سنتا بلکہ اسکی نفی کی گئی ہے کہ تم نہیں سنا سکتے۔

مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ من فِی الْقُبُوْرِ۔ (تو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں)

اس سے یہ تو ہرگز ثابت نہیں کہ جسے تم نہیں سنا سکتے کیا اسے خداوند عالم بھی نہیں سنا سکتا۔ اسکی قدرت اسباب اور علل کی محتاج نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دیوبند کے امام العصر اور شیخ الحدیث مولوی انورشاہ نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا۔ وَلَهٗ جَوَابٌ آخر وھُوَ انّ المنفی فِی الآیۃِ هُوَ الاِسماع دُوْن السّماع (فیض الباری جلد دوم ص ۴۷)

پھر اسی کتاب کی اسی جلد کے صفحہ ۴۶۷ پر اپنا عقیدہ تحریر کیا ہیں۔

اقول:۔ وَالاَحادیث فی سَمع الاَموات قَدْ بَلَغَتْ مَبْلَغَ التواتر وفِی حَدِیْثٍ صحّحہٗ اَبُو عمر وَ اِنّ احَدًا اِذَا مسلّم علی المیّت فَاِنَّہٗ یرد عَلَیْہِ و یعرفہٗ ان کان یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیا۔

ترجمہ:۔ میں (انور شاہ) کہتا ہوں کہ سماع موتی کے ثبوت کے لیے اتنی احادیث ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اسکا جواب دیتا ہے اور اگر صاحب مزار اسکو دنیا میں پہچانتا ہے تو اب بھی وہ اسکو پہچان لیتا ہے۔

قاعدہ:۔ محض عدم نفع کی وجہ سے کفار کو مردہ کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ برزخ میں مردہ دنیوی منافع حاصل نہیں کرتا اور نہ وہ اس عالم سے منافع کا فرورتمند

ہے جیسا کہ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ آیات میں مطلق سماع کی نفی نہیں بلکہ ایسے سماع کی نفی ہے جو مفید اور نفع رساں ہو۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَماعُ موتیٰ کلامُ الخلق فاطِبَہ قد صح فیھا لنا الآثارِ بالکتب

وآیہ النفی معناھا سماع ھدی لا یسمعونَ ولا یصغون لِلاَدَب

ترجمہ:۔ میت کا لوگوں کے کلام کو سننا صحیح دلائل سے ثابت ہے اور جن آیات میں سنانے کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ایسا سنانا ہے جو ہدایت کا باعث ہو اور نفع رساں ہو۔

واقعہ جنگ بدر | اس جنگ میں جب بڑے بڑے مشرکین مکہ ہلاک ہوئے تو ابو جہل، عتبہ، وغیرہما کی لاشیں ایک گڑھے میں پھینک دی گئیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لائے اور ایک ایک کا نام لیکر فرمایا۔

یا فلاں بن فلاں، یا فلاں بن فلاں ھَلْ وَجَدتم مَا وعدکم ربکم حَقًّا فَاِنّی وَجدت مَا وَعَدَنِی رَبّی حَقًّا۔

اے فلاں فرزند فلاں۔ اے فلاں پسر فلاں! ذلت اور عذاب کا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسکو تم نے سچ پا لیا۔ بیشک میرے رب نے نصرت و کامرانی کا جو وعدہ میرے ساتھ فرمایا تھا۔ میں نے تو اسے سچا پا لیا۔

قَالَ لَہٗ عُمَرُ یا رَسُوْلَ اللّٰہ اما تخاطبُ من اقوامٍ قد جیفوا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ایسے لوگوں کو خطاب فرما رہے ہیں جو بے جان لاشے ہیں۔

فقال والذی بعثنی بالحق ما انتم باسمع لما اقول ولکنھم لا یستطیعون جوابا۔

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اسکی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری بات تم ان سے زیادہ نہیں سُن رہے لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے صراحتہً ثابت ہوا کہ مسلمان تو مسلمان کفار و مشرکین مردے بھی سنتے ہیں۔

ازالہ وہم سماع موتیٰ کے منکرین نے اس حدیث کے جواب میں کہا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اس لیے یہ حدیث اس مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ حافظ ابن حجر رح لکھتے ہیں کہ جمہور محدثین نے حضرت صدیقہ کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا بلکہ حضرت ابن عمر کی روایت کو قبول کیا ہے کیونکہ اسے بہت سے صحابہ کی تائید حاصل ہے جو خود اس موقع پر بارگاہ رسالت میں حاضر تھے اور حضرت صدیقہ وہاں موجود نہ تھیں۔ نیز ام المومنین نے سماع موتیٰ کی نفی پر اس آیت سے (انک لا تسمع الموتیٰ) جو استدلال کیا ہے اسکا جواب جمہور محدثین نے بایں الفاظ دیا ہے۔

اَمَّا اِستِدلالھا بقولِہٖ تعالیٰ اِنَّکَ لا تُسمِعُ المَوتیٰ فقالُوا ھٰذا ھالا تُسمِعُھُم

سِمَاعًا يَنفَعُهُمْ اَوْ لَا تُسْمِعُهُمْ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰہُ۔

یعنی تم انکو کوئی ایسی بات نہیں سنا سکتے جو انہیں نفع پہنچانے یا تم خود اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر انہیں کچھ نہیں سنا سکتے۔

انتباہ ۱۔ کتب حدیث میں ایسی روایات بھی ملتی ہیں جن سے حضرت صدیقہ کا اس مسئلہ سے رجوع ثابت ہوتا ہے انہیں سے ایک روایت وہ ہے جو ابن اسحٰق نے المغازی میں یونس بن بکیر سے بسند جید نقل کی ہے جس کے الفاظ بعینہ حدیث ابی طلحہ جیسے ہیں۔

و من الغریب اِنَّ فِی المغازیٰ لابن اسحٰق روایۃ یونس بن بکیر باسناد جید عَنْ عائشۃ مثل حدیث ابی طلحۃ و فِیہ مَا انتم باسمع لما اقول منھُمْ۔

یعنی جو کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

رجوع صدیقہ رضی اللہ عنہا ابن عبد البر نے حضرت صدیقہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

قَال یروی من حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عَنْھَا قَالت قَالَ رَسُوْل اللہ صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ مَا من رجل یزور قبر اخیہ فیجلس عندہ الا استآنس بہ حتی یقوم

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کے لیے جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحب مزار کو اس سے بڑی تسکین اور راحت ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ جائے۔

فائدہ:۔ راوی جب کوئی روایت اپنے مؤقف کے خلاف روایت کرے تو باقاعدہ اصول حدیث ثابت ہوتا ہے کہ اس نے اپنے سابق موقف سے رجوع کر لیا ہے۔ اس حدیث سے بھی علماء نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رجوع ثابت کیا ہے

سید محمود آلوسی

صاحب روح المعانی پر بھی منکرین کو اعتماد ہے وہ فرماتے ہیں۔

قال العلامہ الالوسی البغدادی والحق ان الموتی یَسْمَعُونَ فی الجملة۔ (فتح الملہم جلد دوم ص ۴۷۸-۹)

حق یہ ہے کہ مردے یقیناً سنتے ہیں اور اسکی حقیقت کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ابن کثیر کی مانو

منکرین کو ابن کثیر پر بڑا اعتماد ہے اسی ابن کثیر نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کو صحیح فرمایا ہے کیونکہ اسکی تائید دیگر شواہد کثیرہ سے ہوتی ہے۔

والصحیح عند العلماء روایہ عبداللہ بن عمر لما لہا من الشواھد علی صحتہا من وجوہ کثیرۃ۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۳۸)

مردے جانتے ہیں

حجرۂ مقدسہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن ہونے سے پہلے حضرت صدیقہ کا یہ معمول تھا کہ

جب زیارت کے لیے حاضر ہوتیں تو اوڑھنی کا زیادہ اہتمام نہ کرتیں. فرماتیں یہاں ایک میرے سرتاج ہیں اور دوسرے میرے والد محترم مجھے پردہ کی ضرورت نہیں لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہاں دفن ہونے کے بعد جب سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوتیں تو بڑے اہتمام سے سر کو اوڑھنی سے ڈھانپ کر حاضر ہوتیں۔

اجماع امت

ابن کثیر اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں اس آیت کی توضیح کرتے ہوئے تحریر کیا کہ۔ (السلف مجمعون علی هذا و قد تواترت الآثار عنهم بان المیت یعرف بزیارة الحی له و یستبشر-

یعنی سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے اور متواتر روایات سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ میت اپنے زیارت کرنے والے کو پہچانتی ہے. اور اس سے خوش ہوتی ہے۔

فائدہ :۔ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں کئی دیگر مسائل بھی بشرح بسط سے بیان کیے ہیں جنکا مطالعہ حق کی جستجو کرنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔

اثبات

ان تسمع الامن یومن الخ آیت کریمہ کے اس جملہ نے یہ بات واضح کردی کہ یہاں موتی سے مراد وہ لوگ ہیں جنکے دل مرچکے ہیں اور الصم (بہرے) سے مراد وہ لوگ ہیں جنکے دل کے کان حق بات سننے سے بہرے ہوچکے ہیں اور العمی (اندھے) سے وہ لوگ مراد ہیں جنکے دلوں کی آنکھیں نور حق دیکھنے سے اندھی ہوچکی ہیں۔ اور سماع سے مراد فقط سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جو سودمند اور نفع بخش ہو۔ چنانچہ علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای و ضحت الحجج یا محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) لکھم لاتفھم تقلید الا

سلاف فی الکفر ماتت عقولھم و عمیت

بصائرھم فلاتھیأ لک اسماعھم و ھدایتھم

وھذا رد علی القدریۃ (القرطبی)

یعنی اے محبوب! آپ نے حق کو دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے

لیکن وہ اپنے گمراہ اور مشرک آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں اتنے مگن ہیں کہ ان کی

عقلیں مر چکی ہیں انکی بصیرت اندھی ہو گئی ہے پس آپ نہ انکو سنا سکتے ہیں

اور نہ ہدایت دے سکتے ہیں ان آیات سے قدریہ کی تردید ہوتی ہے۔

خلاصۃ البحث سماع موتی پر علماء کرام کا اجماع و اتفاق ہے حضور

سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے اجماع سے

علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا (محضا مشکوٰۃ)

آیات میں اسماع (سنانے) کی نفی ہے نہ کہ سننے کی۔ کیونکہ سنانا اللہ

تعالیٰ کا کام ہے دنیا ہو یا برزخ ہم دنیا میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہم ازخود

سنتے ہیں بلکہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سنانے پر ہم سنتے ہیں۔

علاوہ ازیں الموتیٰ سے کفار اور اسماع سے ہدایت پر لانا مراد ہے

اور کفار کو قرآن و اسلام سے نفع یابی کے محرومی کیوجہ سے مردہ کہا گیا ہے جیسے

انہیں صم، بکم، عمی، (بہرے، گونگے، اندھے) کہا گیا ہے حالانکہ انکے کان

زبان، آنکھیں سب کچھ تھا تو اسی وجہ سے کہ انہوں نے قرآن و اسلام سے

نفع حاصل نہیں کیا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ عرب کے عادات میں بلکہ ہر اہل لسان

کی عادت ہے کہ کسی شے کو کسی شے سے معمولی سی مشابہت سے استعارہ

ومجاز استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہی بات ہے کہ مردے چونکہ دنیوی منافع

کے حصول سے گئے اور نہ ہی انہیں دنیوی سے تعلق ہے اسی عدم نفع کی مشابہت

سے کفار کو مردے کہا گیا اسی مناسبت سے انہیں بہرہ۔ گونگا۔ اندھا کہا گیا۔

اہلسنت اور معتزلہ عرصہ تک اس مسئلہ میں برسرِ پیکار رہے۔

معتزلہ سرے سے عالم برزخ کے منکر تھے اسی لیے وہ عالم برزخ کے جملہ متعلقات کے منکر ہو گئے دور حاضرہ میں اکثر فرقے بالخصوص نیچری۔ پرویزی مرزائی، وہابی، دیوبندی انکی چال چلنا چاہتے ہیں۔ لیکن بفضلہ تعالےٰ جس طرح اسلاف صالحین قدمائے اہلسنت نے معتزلہ کی ایسی سرکوبی فرمائی کہ آج ان کا نام و نشان تک نہیں۔ اسی طرح انکے وارثین اہلسنت موجودہ دور میں معتزلہ کے وارثین کی حتی الامکان سرکوبی کر رہے ہیں۔ انکار سماع موتیٰ معتزلہ کے اصول میں سے ایک ہے۔ اس پر سابقہ دور میں شرح الصدور للسیوطی اور تذکرہ القرطبی۔ پھر تذکرہ القبور از قاضی ثناءاللہ پانی پتی اور منکرین سماع موتیٰ کے امام ابن القیم کی کتاب الروح بہترین تصانیف ہیں۔ ان سب کی جامع تصنیف حیاۃ الموات المعروف، روحوں کی دنیا۔ امام اہلسنت مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہ ہے۔ ہر طرح سے سماع موتیٰ کے ابحاث کے علاوہ دیگر بے شمار مسائل کو مدلل بیان فرمایا گیا ہے۔

اِن کے فیض سے فقیر اویسی غفرلہ نے بھی سماع موتیٰ نامی کتاب لکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

ھذا آخر رقمہ قلم الفقیر القادری

ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاول پور

پاکستان

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی تصانیف

- تفسیر فیوض الرحمن
- تفسیر اویسی
- تاریخ محبوب مدینہ
- شہد سے میٹھا نام محمد
- علم رسول
- شرح حدائق بخشش
- چہلم کا ثبوت
- انگوٹھے چومنے کا ثبوت
- دعا بعد جنازہ
- خلاصۃ المیراث
- پڑھا لکھا امی
- آمین آہستہ کہنا
- شیعہ کا متعہ
- آئینہ شیعہ نما
- امیر معاویہ
- ندائے یا رسول اللہ
- حق مذہب اہلسنت
- امام حرم اور ہم
- آئینہ دیوبند
- بڑھیا کا بیڑا
- شرح جامی
- ذکر اویس
- ذکر سیرانی
- خطبات اویسیہ

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور